Moby Dick

Herman Melville

موبی ڈک

ہرمن میلول

سید عرفان علی

www.server555.com
www.SyedIrfanAli.com

انگریزی ادب کی تاریخ
تمام بہترین کتب کے تراجم

دنیا کی بہترین کتب کے تراجم آڈیو اور ٹیکسٹ ڈاؤن لوڈ کریں

اس کتاب کی آڈیو بک ڈائون لوڈ کریں

www.server555.com
www.SyedIrfanAli.com

امریکی ادب کے پانچ ادوار

1	The Colonial and Early National period	امریکہ کا ابتدائی اور نو آبادیاتی دور	(17th century to 1830)
2	The Romantic period	رومانی دور	(1830 to 1870)
3	Realism and Naturalism	حقیقت نگاری	(1870 to 1910)
4	The Modernist period	جدیدیت	(1910 to 1945)
5	The Contemporary period	دور حاضر	(1945 to present)

انکل ٹام کیبن تیسرے دور یعنی رومانی دور سے تعلق رکھتا ہے۔

اس سے پہلے کے دور میں

روشن خیالی کی تحریک جس میں بنجمن فرینکلن وغیرہ شامل تھے

اس میں روایت پسندی کی جگہ عقلیت پسندی نے لے لی

مذہبی عقیدے کی جگہ سائنسی تحقیق نے

بادشاہت کی جگہ جمہوریت

اور ہر جگہ نعرہ لگنے لگا

عدل آزادی اور مساوات کا

اس کے بعد آیا

Romanticism in America

جرمنی انگلینڈ اور فرانس کے بعد رومانی ادب کی تحریک اٹھارہ سو بیس کے قریب امریکہ کو اثر انداز کر گئی

برطانوی انگریزی کے رومانی دور کے اہم ناموں کو تو ہم جانتے ہیں یعنی

William Wordsworth
Samuel Taylor Coleridge
Lord Byron. ...
Percy Bysshe Shelley. ...
William Blake. ...
John Keats. ...

Mary Shelley.

تو اب ہم امریکی رومانوی دور کو دیکھتے ہیں۔

اس تحریک کی بنیاد کے مطابق

عالمی سچائی کے اظہار کا بہترین ذریعہ سائنس کے بجائے آرٹ ہونا چاہیے۔

اس دور کا سب سے اہم نام رالف والڈو ایمرسن کا ہے

نئے الفاظ کو نئے معنی دیئے گئے مثال کے طور پر خود شناسی، خودی کا اظہار اور خود اعتمادی۔

نفسیات میں زیادہ توجہ دی جانے لگی اور انسان کی ذات کا مطالعہ بنیادی حیثیت اختیار کر گیا۔

نفسیاتی کیفیات کو بیان کرنے کے لیے بہت زیادہ فنی تکنیک کو پروان چڑھایا گیا

مثال کے طور پر آپ کسی پہاڑ کے اوپر سے دنیا کا نظارہ کریں تو ایسا عظیم الشان منظر آپ کے دل و دماغ پر چھا جائے گا، ایسی طاقت قوت اور عظمت عطا کرے گا جو آپ کے خوابیدہ احساس کو جگہ دے گی۔ ایسی قوت اور احساس جس سے پہلے آپ ناواقف تھے۔ امریکہ میں پہاڑ بھی تھے، ریگستان بھی، دریا بھی اور برفانی علاقے بھی، جو اس تحریک کو استعمال کرتے ہوئے امریکہ کی عظمت کا احساس دلا سکتی تھیں۔ عظیم ادیبوں نے اس کام کو نیکی بھی تصور کیا۔

موبی ڈک کے دور میں لکھے گئے دوسرے شاہکار

1850-1859

David Copperfield (UK, 1849-1850)
- Author -Charles Dickens (fiction: novel)
The Scarlet Letter (US, 1850)
- Author -Nathaniel Hawthorne (fiction: novel)
Representative Men (US, 1850)
- Author -Ralph Waldo Emerson (non-fiction: essay)
The Prelude (UK, 1850)
- Author -William Wordsworth (poetry: narrative)

Moby-Dick (US, 1851)
- Author -Herman Melville (fiction: novel)

Uncle Tom's Cabin (US, 1851)
- Author -Harriet Beecher Stowe (fiction: novel)
Bleak House (UK, 1852-1853)
- Author -Charles Dickens (fiction: novel)
Walden, or Life in the Woods (US, 1854)
- Author -Henry David Thoreau (non-fiction: memoir/philosophy)
Hard Times (UK, 1854)
- Author -Charles Dickens (fiction: novel)
Leaves of Grass (US, 1855 [1st ed.])

- Author -Walt Whitman (poetry: lyric)
Note: Numerous further, expanded editions, 1856-1892.
Poems (esp. "'Hope' Is the Thing with feathers") (US, c. 1855-1886)
- Author -Emily Dickinson (poetry: lyric)
North and South (UK, 1854-1855)
- Author -Elizabeth Gaskell (fiction: novel)
The Warden (UK, 1855)
- Author -Anthony Trollope (fiction: novel)
Children's and Household Tales (Grimm's Fairy Tales) (Germany, 1812-1857)
- Author -Jacob & Wilhelm Grimm (fiction: stories)
Madame Bovary (France, 1857) (on 17 lists)

امریکی رومانی ادب دور کے اہم ادیب اور انکی شاہکار کتب

Key Authors of the Romantic period:
Washington Irving:
"The Devil and Tom Walker"
William Cullen Bryant:
"Thanatopsis"
Nathaniel Hawthorne:
"The Minister's Black Veil", The Scarlet Letter
Edgar Allan Poe:
"The Raven", "The Fall of the House of Usher", "The Tell-Tale Heart"
Herman Melville:
Moby-Dick
Oliver Wendell Holmes:
"Old Ironsides"
Amos Bronson Alcott:
"The Forester" and "Thoreau"
Ralph Waldo Emerson:
"Nature", "Self-Reliance", "Concord Hymn"
Henry David Thoreau:
"Walden", "Civil Disobedience"
Emily Dickinson:
"Because I Could not Stop for Death", "I Heard a Fly Buzz--When I Died", and other poetry
Walt Whitman:
"Leaves of Grass", "Song of Myself"
Harriet Beecher Stowe:
Uncle Tom's Cabin

یورپین اور امریکی ناول میں فرق

یورپ اور انگریزی کے ناول حقیقت پسندی پر بہت زور دیتے تھے۔ تفصیلات بہت زیادہ ہوتی تھیں۔

اس کے برعکس اگر ہم امریکہ کے اہم ناول نگاروں ہاتھورن، میلول اور ایڈگر ایلن پو کو دیکھیں تو انہوں نے حقیقت سیرت نگاری کے بجائے بہادری اور عظمت کی داستانوں پر توجہ دی ہے۔ سکارلیٹ لیٹر ہو یا موبی ڈک یا پھر انکل ٹام کیبن ان تمام ناولز کے ہیرو اکیلے ہی مشکل ترین حالات کا مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔

برطانوی معاشرہ اپنے ارتقائی مراحل طے کر چکا تھا۔ تعلیم یافتہ تھا۔ ایک مکمل ڈھانچہ موجود تھا۔ جہاں غریب لوگ بھی تھے اور امیر لوگ بھی۔ تو اس معاشرے کے ناولز میں ایک غریب امیر گھرانے میں شادی کرلیتا ہے یا کسی امیر رشتہ دار سے جائیداد مل جاتی ہے۔ اور وہاں کا درمیانی طبقہ ایسے ناول سے خوش تھا۔

امریکی ناولز میں انقلاب اور روح کی تکلیف کو اس لیے سامنے لایا گیا کیوں کہ معاشرہ ارتقائی مراحل میں تھا۔ وہاں انقلاب تھا۔ سماجی تشدد تھا۔ معاشرہ غیر طبقاتی اور جمہوری تھا۔ ناول نگاروں کے سامنے عظیم الشان صحرا اور وادیاں موجود تھیں۔ قدیم روایات کا کوئی تصور نہ تھا۔ کیونکہ تمام دنیا سے لوگ وہاں پر آرہے تھے۔ مختلف زبانوں کے ساتھ۔

اب ناول نگاروں نے معاشرے کی اصلاح کرنی تھی۔ سنجیدہ ہیرو خوداعتمادی سے تن تنہا ہی اپنی دنیا تخلیق کرتا ہے۔ اسے اپنے آپ کو خود ہی دریافت کرنا ہے۔

اس دور کے ناولوں میں معاشرہ اندرونی تقسیم اور تضاد کا شکار تھا۔ خانہ جنگی کا دور تھا۔ سماج مستحکم نہیں تھا۔ ہر ایک اپنی شناخت کو تلاش کر رہا تھا۔ اس لیے ناول کے اختتام پر اہم کردار موت کا سامنا کرتے نظر آتے ہیں۔ چاہے وہ انکل ٹوم ہوں، سکارلیٹ لیٹر کے حساس پادری ہوں۔ اور موبی ڈک میں بھی تو ہیرو کے علاوہ تمام اہم کردار مرتے نظر آتے ہیں۔

موبی ڈک

آپ مجھے ایشمائل کے نام سے پکار سکتے ہیں۔

یہ قصہ اس وقت کا ہے جب میرے پاس کوئی رقم تھی اور نہ ہی اس زمین پر کوئی ایسی چیز تھی جس سے مجھے محبت ہو۔
اسی لئے خیال آیا کہ زمین کو چھوڑتے ہیں اور سمندر کی سیر کرتے ہیں۔

یہ میرا علاج ہے جس سے میں خراب مزاج کو درست کرتا ہوں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب چہرے سے پریشانی نمایاں ہوتی ہے۔ تابوت کی دکان میں بغیر کسی وجہ کے جاکر کھڑا ہو جاتا ہوں اور جیسے ہی کوئی جنازہ دیکھتا ہوں اس کے ساتھ چلنا شروع ہو جاتا ہوں۔ بعض اوقات پریشانی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ دل کرتا ہے کہ لوگوں کے سروں کی پٹائی کردوں۔ اگرچہ اخلاقی طور پر ایسا نہیں کر سکتا مگر علم ہو جاتا ہے کہ اب مجھے سمندر کی سیر پر چلے جانا چاہیے۔ وہ لوگ بھی تو ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو گولی مار لیتے ہیں۔ ایک فلسفی نے فلسفہ بھگارنے کے بعد اپنے آپ کو تلوار مار لی تھی۔ چناچہ میرا سمندر پر جانا اتنا اہم نہیں ہونا چاہیے۔ ایسا وقت زندگی میں ہر کسی پر آتا ہے جب وہ سمندر میں جانے کی خواہش کرتا ہے۔

جب بھی سمندر کا سفر کرتا ہوں مسافر بن کر نہیں بلکہ ملاح بن کر کرتا ہوں۔ میں سفر کے پیسے کیوں دوں جبکہ پیسے دینے کے بجائے کام کے عوض پیسے لے سکتا ہوں۔ جہاز کے کپتان کا اور بد مزاج لوگوں کا حکم ماننا پڑتا ہے مگر کوئی مسئلہ نہیں۔ اگر صفائی بھی کرنی پڑتی ہے تو پھر بھی کوئی مسئلہ نہیں۔ یہ ایمانداری کا کام ہے۔ سمندری سفر کے دوران میرا ہر قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ بہت اچھے بھی اور بہت برے بھی۔ عقلمندی یہی ہوتی ہے کہ سمندری سفر میں ہم سفروں سے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رکھے جائیں۔ مگر اس بار میرے سفر کا مقصد کچھ اور ہے۔ بہت بڑی مچھلی وہیل مچھلی۔ یہ بہت بڑی بھی ہوتی ہے اور پراسرار بھی۔ اور دیکھنا چاہتا ہوں اسکا کیسے شکار کیا جاتا ہے۔ وہیل مچھلی کا شکار کرنے کے لئے بحری جہاز پر سفر کرنا ضروری تھا چنانچہ چند کپڑے بیگ میں ڈالے اور بس بریڈ فورڈ میسوچیوسٹس پہنچ گیا۔ جہاں سے بحری جہاز مل سکتا تھا۔ اجنبی علاقے میں جب رات کو پہنچا تو سخت سردی تھی۔ رات گزارنے کے لئے جگہ کی تلاش شروع کی۔ ایک جگہ بورڈ نظر آیا سپاؤٹر ان پیٹر کوفن۔ ہیں یہ کیا۔ کوفن تابوت۔ سرائے کے مالک ایسا نام بھی رکھ سکتے ہیں۔ مگر سرد اور اندھیری رات میں کہیں اور جا بھی تو نہیں سکتا تھا۔ کچھ زیادہ ہی عجیب و غریب تھی یہ سرائے۔ میں نے سوچا وہیل مچھلی کا شکار یعنی مشکل ترین کام کرنے جا رہا ہوں اور اس سرائے نے خوفزدہ کر دیا۔ بس یہی سوچ کر سرائے میں داخل ہو گیا۔ ایک تو سرائے کا تاریک ماحول اور اوپر سے ہواؤں کا شور۔ ایک تصویر نظر آئی بہت بڑی وہیل بحری جہاز پر حملہ کر رہی تھی۔

جہاز تباہ ہونے کے قریب تھا۔

سرائے کے اندر ملاح بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ شراب پی رہے تھے۔ پیٹر کوفن سرائے کے مالک نے کہا تمام کمرے بک ہیں۔ ہاں ہارپونر وہیل مچھلی کو برچھے سے مارنے والے شکاری مچھیرے کے ساتھ رات گزار سکتے ہو۔ اگر پسند کرو تو۔ وہ ابھی یہاں نہیں ہے مگر

سرائے کو گرم کرنے کے لئے پیسے ہی نہ تھے۔ جس کے ساتھ مجھے رات گزارنی تھی مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ انسانی سروں کو بیچنے بازار گیا ہے۔ میں یہ سن کر پریشان تھا اور باقی سب ہنس رہے تھے۔ چار انسانی سر وہ بیچ چکا تھا اور آخری بیچنے گیا تھا۔ وہ آدم خور بھی ہو سکتا تھا مگر سرائے کے مالک کو کرایہ دے رہا تھا اور اسکے لئے یہی کافی تھا۔ میں اپنے کمرے میں گیا مگر اپنے ساتھی ہارپونر کا سوچ کر پریشان تھا نہ جانے وہ کیسا انسان ہوگا۔ ایک سخت تھکاوٹ دوسرے اندھیرا سرد کمرہ تیسرے جو کمرے میں ساتھ رہے گا اسکے بارے میں پریشانی چوتھے سخت بے آرام بستر۔ کمرے میں سمندر اور شکار سے متعلقہ تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ پھر دروازہ کھلا اور بہت خوفناک لمبا چوڑا انسان اندر داخل ہوا۔ ایک ہاتھ میں انسانی سر دوسرے میں موم بتی۔ جسکی روشنی اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی جسے دیکھ کر میں گھبرا گیا۔ پہلی مرتبہ اس قدر خوفناک انسان دیکھا تھا۔ منہ میں نشان۔ جب سونے کے لئے کپڑے اتارے تو تمام جسم میں تصویریں بنی نظر آئیں۔ سر سے بالکل گنجا صرف بالوں کی ایک لٹ۔ بزدل میں بالکل بھی نہیں ہوں مگر سوچا دروازے میں یہ کھڑا ہے وہاں سے تو بھاگ نہیں سکتا تو کیا کھڑکی سے باہر نیچے چھلانگ لگا دوں۔ محسوس کیا شیطان کمرے میں داخل ہو گیا ہے۔ پھر ہلکی سی روشنی میں جیب سے کالے رنگ کی چھوٹی سے گڑیا نکالی جو دراصل بت تھا۔ اسکی پوجا کی اور بستر میں داخل ہو گیا۔ میرا احساس ہوا تو غصے میں چیخا تو کون ہے یہاں کیا کر رہا ہے۔ ہتھیار نما کلہاڑی اٹھالی میں تجھے مار دوں گا۔ میں چیخ رہا تھا سرائے کے مالک مجھے بچاؤ پیٹر کوفن جلدی آؤ مجھے بچاؤ۔ مالک آگیا وحشی سے کہنے لگا کوئی کویگ یہ تمہارے ساتھ کمرے میں رات گزارے گا۔ کوئی کویگ سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے میں تھکا ہوا ہوں مجھے سونے دو بستر میں لیٹا اور سو گیا۔ میں بھی اب مطمئن تھا کیونکہ ہم بستر شریف انسان لگ رہا تھا۔ میری سوچ تھی کہ ایک شرابی کرسچین سے ایک آدم خور شریف انسان کہیں بہتر ہے۔ میں بھی سو گیا اور گھوڑے بیچ کر مزے دار نیند سویا۔ دوسرے دن سورج کی سہانی کرنوں نے جگایا۔ کوئی کویگ مچھلی مارنے کے برچھے کے بلیڈ سے شیو کرنے میں مصروف تھا۔ چونکہ پہلی مرتبہ ایسے ہوتے دیکھا تو بہت عجیب لگا۔ مگر بعد میں علم ہو گیا کہ برچھی کا بلیڈ کتنا تیز ہوتا ہے۔ کوئی کویگ بہت کم گو تھا مگر پر خلوص اور بہت

چرچ میں جا کر دعا ضرور مانگتا تھا۔ جتنی دیر میں پادری صاحب نے دعا شروع کی ہم ان لوگوں کی یادگاریں پڑھتے رہے جو سمندری سفر کے دوران اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔

میں گھبرا چکا تھا۔ میں تو وہیل کا شکار کرنا چاہتا تھا مگر ممکن یہ بھی تھا کہ وہیل میرا شکار کرلے۔ کہیں میرا انجام بھی کیپٹن ہارڈی جیسا ہی نہ ہو۔ پادری صاحب تشریف لائے۔ جہاں کھڑے ہوئے وہ بھی بحری جہاز کی مانند بنایا گیا تھا۔ پادری صاحب فادر میپل خود بھی بہت پہلے جوانی میں سمندر میں سفر کرتے رہے تھے۔ انہوں نے وعظ جونا کے اوپر دیا جسے مچھلی نے کھالیا تھا۔ یہ ماحول سے مطابقت تو رکھتا تھا مگر تھا خوفزدہ کرنے والا۔ سرائے واپس پہنچے کوئی کویگ کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ اپنے جسم میں بنی تصویروں اور اپنے رنگ کے باوجود وہ پروقار تھا۔ میں جان چکا تھا کہ وہ سچا ایماندار اور معصوم انسان ہے۔ وہ اپنے گھر سے ہزاروں میل دور ایک امن اور تہذیب یافتہ علاقے میں تھا۔ میں نے سوچا اگرچہ یہ خدا کو نہیں مانتا مگر میرے ان مذہبی دوستوں سے بہت بہتر رہے گا جو منافق تھے۔ اسنے بتایا کہ وہ روکوووکو Rokovoko قبیلے کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ بادشاہ بننے سے زیادہ اسے مہم جوئی پسند تھی چنانچہ وہیل پکڑنے والے ایک جہاز میں جا پہنچا۔ سمندری زندگی کے بارے میں بہت کچھ سیکھا اور مچھلی کے شکار میں برچھے کا ماہر بن گیا۔ سمندر میں دنیا کے گرد تین مرتبہ چکر لگا چکا تھا۔ اسکی خواہش تھی کہ کرسچین مذہب کو اختیار کرے ایسا ہی کیا۔ مگر جلد ہی جان لیا کہ یہ لوگ بھی انکی طرح برے ہو سکتے ہیں جس طرح کے دوسرے۔ میں اشمائیل کوئی کویگ اور یوجو Yojo اس کا چھوٹا کالا بت گہرے دوست بن چکے تھے۔ نین ٹیکٹ Nantucket سے ہم نے بحری سفر کی دستاویزات پر دستخط کرنے تھے۔ سفر تین سال تک کا طویل ہو سکتا تھا اس لئے جہاز کا انتخاب بہت ہی اہمیت کا حامل تھا۔ کوئی کویگ کے بت نے اسے کہا کہ جہاز کا انتخاب اشمائیل پر چھوڑ دو۔ تین جہاز جو میسی چیوسٹس کے پرانے ڈیول ڈیم Devil Dam ٹٹ بٹ Tit Bit اور پی کواڈ Pequod وں میں سے ایک کا انتخاب کرنا تھا

سٹاربک سے ملے۔ اسنے پوچھا کیا وہیل کے Starbuck انڈین قبیلے کے اوپر رکھا گیا تھا۔ پی کواڈ نامی بحری جہاز میں گئے۔ اسکے آفیسر شکار کا تجربہ ہے۔ نہیں میں نے جواب دیا مگر سمندر کے سفر کا تجربہ ضرور ہے۔ وہ راضی ہو گیا مگر کہا کہ جہاز کے کپتان اے ہاب

کہا یہ میرا دوست ہے بہت اچھا نیک انسان ہے۔ اسی دوران کوئی کویگ نے سمندر میں ایک لکڑی تیرتی دیکھی۔ اسے اپنا نیزہ تیزی سے مارا جو ٹھیک نشانے پر لگا۔ سٹاربک کو ایسا ہی انسان چاہئے تھا۔ فوری طور پر اسے بھی ملازمت مل گئی۔

کچھ دیر بعد ایک پاگل سے آدمی نے ہمیں روک لیا۔ کہنے لگا تم وہی ہو جو پیک واڈ نامی بحری جہاز میں سفر کرنے والے ہو۔

کیا کپتان اہاب سے ملے ہو۔ کیا جہاز میں سفر کرنے کی حامی بھر چکے ہو۔

خیر اب کیا ہو سکتا ہے جو ہونا تھا ہو چکا۔ تباہی اس جہاز کا مقدر ہے۔

کپتان نے جو شیطان اپنے بحری جہاز میں چھپائے ہوئے ہیں کیا وہ تمہیں نظر نہیں آئے۔

بربادی اور تباہی اس جہاز کا مقدر ہے۔

میں نے اس کی بات کو مذاق میں لیا شیطان چھپائے ہوئے ہیں تباہ ہو جائے گا یہ کیسی باتیں کر رہے ہو۔

اس نے پریشان نظروں سے ہماری طرف دیکھا اور بولا خدا تمہاری حفاظت کرے خدا تم پر رحم فرمائے۔

میرے پوچھنے پر اس نے بتایا میرا نام "Elijah۔" ایلائجہ ہے۔

میں ایک دلچسپ سفر کی تیاری کر رہا تھا اور یہ پاگل شخص میرا مزہ کرکرا کر رہا تھا۔

تین سال کا سفر تھا۔ بہت سا کام کرنا تھا اور کرسمس کے دن ہماری روانگی تھی۔

کھانے پینے کا سامان اور دوسرا بہت سا سامان جمع کرنا تھا۔ جہاز کی مرمت اور صفائی بھی ہونی تھی۔ ایسے بڑے جہازوں کا مالک ایک نہیں بلکہ کئی ایک لوگ ہوتے تھے۔ کامیابی کی صورت میں سب کو فائدہ ورنہ سب کا نقصان۔

مجھے کپتان اے ہاب سے ملنے کا اشتیاق تھا۔ میں ہمیشہ اس کے بارے میں پوچھتا مگر وہ مجھے کبھی نظر نہ آیا۔ جہاز کے ایک آفیسر نے بتایا کہ کپتان اے ہاب بیمار ہے۔

نین ٹکٹ سے اپنا سفر شروع کیا۔ بہت دن کے سفر کے بعد بھی کپتان اے ہاب نظر نہ آیا مگر رات کو Nantucket کرسمس کے دن

ایک ٹانگ مصنوعی تھی جو چلتے ہوئے زوردار آواز پیدا کرتی۔

جہاز کے آفیسر نمبر ایک سٹاربک نے ایک دن ہمارے دل کی آواز کپتان کو کہہ دی۔ اے ہاب تمہاری مصنوعی ٹانگ کی آواز سے میرے جہاز کے عملے کے لوگ رات کو سو نہیں پاتے۔

کپتان اے ہاب کا جواب ہم سب نے سنا۔ میں پریشان ہوں تکلیف میں ہوں نیند نہیں آتی تو یہ لوگ کیوں سکون سے سو سکتے ہیں۔

یہ بات سن کر مجھے پاگل آدمی ایلائجہ کے الفاظ یاد آگئے۔

کپتان اے ہاب جتنا عجیب و غریب تھا جہاز کا افسر سٹاربک اتنا ہی عظیم انسان تھا۔ بہت اچھا نیک شریف بہادر جس نے سمندر کے بہت سے مشکل حالات کا سامنا کیا تھا۔ اس میں قوت برداشت بہت زیادہ تھی۔ ہم سب کی مشکلات کو سمجھتا بھی تھا۔

وہ بہادر لوگوں کی قدر کرتا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ وہیل کے مقابلے میں موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

جہاز کے آفیسر نمبر دو کا نام Stubb سٹب تھا۔ مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے وہ ہمیشہ مسکراتا رہتا۔ ویل کے بہت قریب بھی میں نے اسے مطمئن دیکھا۔ پائپ سگریٹ کو ہمیشہ اپنے منہ میں رکھتا۔

بحری جہاز کا آفیسر نمبر تین فلاسک Flask بھی بہت بہادر تھا۔ وہ کہتا ویل کا شکار تو مذاق ہے۔ ویل بہت بڑے سائز کا چوہا ہے۔ ایک اور ہارپونر کا نام تھا Daggoo ڈیگو جس نے فلاسک کے ساتھ رہنا تھا۔

ویل کا پیچھا کرنے کے لئے ہر کشتی میں اپنے ساتھی تھے۔ اسٹاربک کے ساتھ کوئی کویگ تھا۔

اسٹب کے ساتھ Tashtego ٹیش ٹیگو جس نے اپنے تیر کمان کی جگہ برچھے کو پکڑ لیا تھا۔

ہیں۔ بہت دن تک ہمارا سفر جاری رہا مگر کپتان اے ہاب نظر نہ آیا۔

پھر ایک دن میں نے اسے جہاز کے عرشے پر دیکھا۔ مضبوط جسم مکمل کالا لباس ایک مصنوعی ٹانگ۔ دیکھنے سے پتا چل گیا کہ اس نے ساری زندگی سمندر میں سفر کیا ہو گا۔ چہرے پر زخم کا نشان جو گردن سے جسم کی جانب گیا تھا شاید یہ پیر تک گیا تھا۔ یہ زخم سمندر کی ایک لڑائی میں اسے لگا تھا۔ ترجمہ سید عرفان علی

یہ بھی سنا تھا کہ کارپینٹر بڑھئی نے اسکی ٹانگ ویل کی ہڈی سے ہی بنائی تھی۔ اے ہاب کے چہرے سے شدید تکلیف صاف نظر آ رہی تھی۔ نہ اس نے کسی سے بات کی نہ کسی نے اس سے۔ کچھ دیر بعد واپس اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جیسے جیسے برفیلا موسم اچھا ہوتا گیا ہمیں کپتان اے ہاب اور زیادہ دکھائی دینے لگا۔

میری ڈیوٹی میں یہ بھی شامل تھا کہ میں جہاز کی بلند جگہ مستول پر کھڑا ہو کر سمندر پر نظر رکھوں۔ خراب موسم میں یہ کام بہت ہی مشکل تھا۔ ایک رات کپتان اے ہاب بے چینی کی حالت میں جہاز کے اوپر مصنوعی ٹانگ کے ساتھ گھومتا رہا۔ بہت پریشان اور غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔ صبح ہم سب کو اس نے بلایا۔ غصہ اور تکلیف کپتان اے ہاب کے چہرے سے نمایاں تھی۔

اس نے سونے کا ایک بڑا سکہ نکالا۔ ایک نمایاں جگہ پر ٹھونک دیا۔ سونے کا سکہ اب نمایاں جگہ پر چمک رہا تھا۔ جو سفید مچھلی موبی ڈک کو سب سے پہلے دیکھے گا یہ سونے کا سکہ اسکا۔

سنو یہ کوئی عام سفید مچھلی نہیں ہے یہ سفید رنگ کی بہت بڑی مچھلی ہے ویل مچھلی۔ اس کے جسم میں برچھیاں بھی لگی ہوئی ہیں۔ وہ میرے ہارپون ہیں جو اس کے جسم میں پیوست ہیں۔ ہاں یاد رکھو بڑے جسامت کی سفید ویل کو بہت بڑی سفید ویل کو ہم نے ختم کرنا ہے۔ جو سب سے پہلے اس مچھلی کو دیکھے گا مجھے بتائے گا۔ یہ سونے کا سکہ اسکا۔ ہم سب خوش تھے۔

کرنے میں اس ویل کا ہی ہاتھ ہے۔

کیپٹن ایہاب کو سخت غصہ چڑھ چکا تھا۔ وہ بلند آواز میں چیخا میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اس کے خاتمے تک اس کا پیچھا کروں گا۔ اس نے ہماری طرف غصے سے دیکھا۔

وعدہ کرو کہ تم اس وائٹ ویل سفید ویل کو ختم کرو گے۔ ہم سب نے وعدہ کیا مگر سٹاربک بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے بہت سے کام کرنے ہیں بہت سی ویلز کو مارنا ہے۔ ان کے تیل کو جمع کرنا ہے۔ صرف ایک سفید مچھلی کو مارنا ہی ہمارا مقصد نہیں۔ آپکا غصہ آپ کا انتقام اپنی جگہ مگر ہمیں عقل سے بھی کام لینا چاہیے۔

کیپٹن صاحب نے کہا کہ میں نے انتقام لینا ہے مجھے انتقام لینا ہے۔

سٹاربک نے سمجھانے کی کوشش کی کہ جانور اور انسان میں فرق ہوتا ہے۔ جانور میں عقل نہیں انسان میں عقل ہوتی ہے۔ جانور اپنے غصے پر قابو نہیں پاسکتا انسان اپنے غصے پر قابو پا سکتا ہے۔ آپ کے انتقام کا جذبہ پاگل پن ہے۔

کپتان اے ہاب نے کہا ہاں یہ میرا پاگل پن ہے مگر اس لیے کیوں کہ موبی ڈک جانور لگتی ہے مگر جانور نہیں شیطان ہے۔ اس میں بہت عقل ہے۔ موبی ڈک ہر وقت میرے خیالوں میں رہتی ہے۔ میرے دماغ میں رہتی ہے میرے خوابوں میں رہتی ہے۔ اس کے خاتمے تک میں بھی چین سے نہیں رہوں گا۔ سفید رنگ شیطان کا رنگ ہے۔ سفید رنگ برائی کا رنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ موبی ڈک بھی سفید رنگ کی ہے یہ بھی شیطانی طاقت ہے۔ اسٹاربک اور کپتان اے ہاب دونوں ایک دوسرے کو غصے سے دیکھتے رہے اور پھر دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

کیپٹن اے ہاب نے سب سے حلف لیا کہ اگر ہم موبی ڈک کو نہ ماریں تو خدا ہمیں مار دے۔

میں نے حلف تو اٹھالیا مگر پریشان تھا۔ میں حلف اٹھا کر کپتان ایہاب کے پاگل پن میں شامل ہو چکا تھا۔ حصہ دار بن چکا تھا۔ افسوس کاش میں قسم نہ کھاتا حلف نہ اٹھاتا۔

دن گزرتے رہے سفر جاری رہا۔ ہمیں ویل کا تیل بھی تو جمع کرنا تھا تو ایک دن ہمیں ایک ویل نظر آ گئی۔ یہ میری زندگی کی پہلی ویل

تھے جو کیپٹن نے ہم سے کہیں چھپا کے رکھے تھے اور اب ویل کو مارنے میں ہمارے ساتھی تھے۔ ہم کشتیوں میں بیٹھے اور ویل کا پیچھا کرنا شروع کیا۔ جو نئے ساتھی آئے تھے ان میں سے ایک کپتان اے ہاب کے بہت قریب تھا بہت پر اسرار انسان تھا۔ میں پہلی مرتبہ ویل کا پیچھا کر رہا تھا اور پریشان تھا۔ جہاز نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ اسی دوران ایک طوفان آ پہنچا۔ تیز بارش شروع ہو گئی۔ ویل کا پیچھا کرنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ سمندر سے بلند لہریں پیدا ہو رہی تھیں۔

سمندری طوفان

خوفناک ویل

اور

ذہن میں چمکتا ہوا سونے کا سکہ

طوفان شدت اختیار کر چکا تھا ہماری کشتی میں پانی بھر چکا تھا۔ سب پریشان تھے ہر طرف دھند چھا چکی تھی۔ ہم سمجھ رہے تھے موت یقینی ہے مگر جہاز ہمارے قریب آ گیا۔ بڑی مشکل سے ہم سب جہاز پر سوار ہوئے۔ حیران تھے زندہ کیسے بچ گئے۔ میں اب سمجھ چکا تھا کہ یہ زندگی اور موت کا کھیل ہے۔ سمندر اور ویل دونوں ہم سے زیادہ طاقتور تھے۔ میں نے سوچا زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اور اپنی وصیت لکھ ڈالی۔

نام کا ایک بحری Albatross سمندر میں اکیلے اور تنہا زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ کبھی کبھار کوئی دوسرا جہاز نظر آجاتا ہے۔ الباٹروس جہاز نظر آیا۔ اس کی حالت بتا رہی تھی بہت عرصے سے سمندر میں ہے۔ ہاں چار سال سے وہ ویل کو پکڑ رہا تھا۔ جب دو بحری جہاز ملتے

دن گزرتے رہے پھر ایک روز ایک ساتھی چیخا کہ وہ دیکھو موبی ڈک۔ سب اسے دیکھنے کے لیے بھاگے مگر وہ موبی ڈک نہیں تھی وہ بہت بڑی سمندری مخلوق تھی۔

اسکوئیڈ

یہ کیا چیز ہے اسے اسکوئیڈ کہتے ہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی مخلوق۔ مگر کہا جاتا ہے کہ یہ منحوس ہوتی ہے۔

ایک بولا جب یہ نظر آئے تو ویل کا شکار بند کر دینا چاہیے۔

اے ہاب کے خیالوں میں اب بھی صرف موبی ڈک تھی۔ اسے دوسری چیزوں کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

اگلے دن سمندر میں نظر رکھنے کی میری باری تھی۔ سخت گرمی تھی مجھے صبح شاندار وہیل نظر آئی۔ وہ موبی ڈک نہیں بلکہ سپرم ویل تھی سو رہی تھی بہت بڑی بہت شاندار۔ جہاز نے تیزی سے سفر شروع کیا۔ کشتیاں نیچے اتار دی گئیں۔ میں اپنی ویل کا پہلا شکار کرنے جا رہا تھا۔ سپرم ویل بھی جاگ گئی اور اس نے بھی تیزی سے سفر شروع کر دیا۔ اس کی دم چالیس فٹ بلند ہوئی اور وہ سمندر کے اندر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد پھر نظر آئی۔ ایک برچھا اسے مارا گیا جو اسے لگ گیا۔ برچھے میں بندھی ہوئی رسی تیزی سے مچھلی کے ساتھ جانے لگی تھی۔ ہم رسی کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ویل آزاد ہونے کے لئے تیزی سے تیر رہی تھی اور ہماری کشتی اس کے ساتھ بھاگ رہی تھی۔ اور برچھے بھی مچھلی کو مار دیے گئے اور وہ مر گئی۔ اس کے خون سے سمندر سرخ ہو چکا تھا۔ ہماری کشتی اور کپڑے بھی خون سے بھر چکے تھے۔ اتنی عظیم اور شاندار ویل مچھلی مر چکی تھی۔ ہم حیران پریشان کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ شرمندہ بھی تھے۔

ویل کو مارنا ایک مشکل کام تھا۔ اب دوسرا مشکل مرحلہ شروع ہوا۔ اتنی بڑی ویل کو جہاز میں لے کر آنا یہ بہت ہی مشکل اور تھکا دینے

کیونکہ شارک مچھلیاں وہاں آکر ہماری ویل کا گوشت کھائیں گی اور ایسا ہی ہوا۔ شارک نے گوشت کھانا شروع کر دیا۔ شارکس گوشت کھا رہی تھیں۔ بہت خوفناک منظر تھا۔ اب ہم نے شارکس کو اپنے ہارپونز برچھیوں سے مارنا شروع کیا۔ بہت سی شارک مچھلیوں کو مار دیا۔ شارکس اب اپنی مری ہوئی ساتھی شارکس مچھلیوں کا گوشت کھا رہی تھیں۔

اتنی بڑی ویل کو کاٹنا بہت مشکل کام تھا۔ دوسرے دن ہم نے یہ کام شروع کیا۔ اب ہم سب قصائی تھے۔ ویل کا تیل ہمیں بہت احتیاط سے نکالنا تھا۔ سینکڑوں گیلن تیل اس کے اندر موجود تھا۔ سب سے پہلے ویل مچھلی کا سر کاٹنا ہوتا ہے۔ بہت بڑا۔ بہت ہی بڑا سر۔ یہ کاٹنا بہت مشکل کام تھا۔ تیل کو پیپوں میں جمع کیا۔

اگر احتیاط سے کام نہ کیا جاتا تو ساری محنت بے کار جاتی سارا تیل ضائع ہو جاتا۔

اتنی عظیم مچھلی کو ہم مار چکے تھے۔ ہماری سامنے کی سمت دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ اس عظیم ویل کی دو سمت میں دو آنکھیں تھیں۔ ہم تصویر کا ایک رخ دیکھ سکتے ہیں۔ یہ مچھلی ایک تصویر کو دو اطراف سے دیکھ سکتی تھی۔ ہماری سوچ محدود ہے۔ ہمارے کپتان کا بھی یہی حال تھا۔ اس کے ذہن میں صرف ایک ویل تھی موبی ڈک۔ وہ کچھ اور سوچنے سمجھنے کے قابل ہی نہ تھا۔

اے ہاب کپتان نے مچھلی کے سر کو دیکھا اور کہا۔ اے مچھلی تم نے تو سمندر کی گہرائیوں کو دیکھا ہے کتنے راز تم جانتی ہو۔ مجھے بتاؤ مجھے ان رازوں کے بارے میں بتاؤ۔

اس کام سے فارغ ہوئے۔ دن گزرتے رہے کیپٹن اے ہاب اپنے کمرے میں رہتا۔ نقشوں کی مدد سے ویلز کے بارے میں سوچتا رہتا مگر اس کا جنون تو صرف ایک ویل تھی موبی ڈک۔ قیمتی تیل سمندر دوسری ویل مچھلیاں اس کے لئے کوئی اہمیت نہ رکھتی تھیں۔ وہ اپنے چمکتے ہوئے سونے کے سکے کے ساتھ کھڑا ہو جاتا۔ اس کا خیال تھا یہی سکہ اس کے مشن کو کامیاب کرے گا۔

ہم میں سے ہر شخص کا سکے کے بارے میں اپنا اپنا خیال تھا۔

روک سکتے ہم اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ اسٹاربک نے کہا واپسی پر جب ہم سے قیمتی تیل کو مانگا جائے گا تو ہم کیا جواب دیں گے۔ ہمیں دیکھنا ہی پڑے گا کہ تیل کہاں سے لیک ہو رہا ہے۔

اب سٹاربک اور اے ہاب دونوں ہی غصے میں تھے۔ کپتان بولا میرے نقشے بتا رہے ہیں کہ ہم جاپان پہنچنے والے ہیں۔ موبی ڈیک یہاں پر موجود ہو گی۔ ہم اس وقت اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ اسٹاربک نے کہا ہزاروں میل کے سفر کے بعد یہ قیمتی تیل ہمیں ملا ہے۔ ہم اسے کیسے ضائع ہونے دیں۔ کپتان ایہاب بھی سخت غصے میں آ چکا تھا۔ بندوق اٹھائی اور اس کا رخ سٹاربک کی طرف کر دیا۔ اس جہاز کا کون کپتان ہے۔ میں ہوں حکم بھی میرا ہی چلے گا۔ اسٹاربک بہادری سے بولا ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں مگر بتا تا چلوں اپنی جان کے سب سے بڑے دشمن تم خود ہو۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔

کپتان ایہاب نے کہا اسٹاربک تم بہادر آدمی ہو اور درست کہتے ہو۔ ٹھہرو ٹھیک ہے دیکھو لیکیج کہاں سے ہو رہی ہے اور اس کی مرمت کرو۔

بہت بھاری پیپوں کو ہٹانا اور تلاش کرنا کہ تیل کی لیکج کہاں سے ہو رہی تھی بہت مشکل کام تھا۔ مگر یہ کام شروع کر دیا گیا۔ سخت گرمی تھی۔ کوئی کویگ نے ضرورت سے زیادہ محنت کی اور جلد ہی بہت سخت بیمار ہو گیا۔ اسے سخت بخار چڑھا۔

اس نے ڈاکٹر کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ کہا کارپینٹر بڑھئی کو بلاؤ اور کہا کہ ہمارے علاقے میں جب کوئی مر جاتا ہے تو اسے کشتی میں لٹا کر سمندر میں بہا دیا جاتا ہے۔ میرا بہادر دوست مرنے والا تھا میں بہت پریشان تھا۔ کارپینٹر بڑھئی کو بلایا گیا اور اس نے کوئی کویگ کیلئے ایک تابوت تیار کر دیا۔ بیمار کوئی کویگ اس میں لیٹ گیا۔ اپنے بت کو بھی اپنے ساتھ رکھ لیا۔ اپنا ہارپون اپنے پاس رکھا۔

ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ایک ہی دن میں تندرست ہو جاتے ہیں۔

اور ایسا ہی کوئی کویگ کے ساتھ بھی ہوا۔ وہ اچانک تابوت سے باہر آ گیا۔ ہم حیران تھے اور وہ خوش تھا۔ کہنے لگا میں نہیں مرا میں زندہ ہوں۔ جتنی تیزی سے وہ بیمار ہوا تھا اتنی ہی تیزی سے تندرست ہو گیا۔

اس نے کہا ہم اپنی قوت ارادی سے بھی زندہ رہ سکتے ہیں۔

ہم بہت ہی خوش تھے ہمارا پیارا دوست زندہ بچ گیا۔ اب اس تابوت کو وہ سمندری صندووق کی طرح استعمال کرتا۔ اپنا بت اس میں رکھتا اپنا سامان بھی اس میں رکھتا تھا۔ تابوت کے اوپر اس نے تصاویر بھی بنانا شروع کر دیں۔ ویسی ہی تصاویر جیسی اس کے جسم پر موجود تھیں۔

دن گزرتے رہے اور ہم سفر کرتے رہے۔ کئی ویل مچھلیوں کو پکڑا انہیں مارا اور ان کا تیل نکالا۔ کپتان کو صرف ایک ہی چیز کی تلاش تھی موبی ڈک۔ جب کوئی دوسرا جہاز نظر آتا تو اسکے کپتان سے ایک ہی سوال کرتا۔ کیا وہ کہیں دیکھی تھی۔ جاپان کے سمندر میں موبی ڈک کی تلاش جاری رکھی۔

ایک رات شدید طوفان آیا۔ اتنا شدید طوفان جس کا میں تصور نہیں کر سکتا تھا۔ لگتا تھا جہاز تباہ ہو جائے گا اور ہم سب مر جائیں گے۔ سمندر کی شدید لہریں جہاز کو تباہ کر رہی تھیں۔

اچانک سمندر میں آگ لگی ہوئی نظر آئی۔ رقص کر رہی تھی۔ یہ محض اشارہ تھا مگر بہت منحوس اشارہ۔ ہم سمجھ چکے تھے کہ قدرت نہیں چاہتی کہ موبی ڈک تک پہنچا جائے۔ کپتان وہاں آ گیا۔ کپتان سے کہا گیا کیا واپس چلیں۔

اسے شدید طوفان بھی نظر آ رہا تھا۔ وہ پر اسرار منحوس آگ بھی نظر آ رہی تھی مگر اس کی سوچ بالکل مختلف طریقے سے کام کر رہی تھی۔ اس نے کہا یہ اشارے ہیں کہ ہم اپنی منزل کے بہت قریب ہیں۔

اسٹاربک کپتان کو سمجھا رہا تھا۔ اگر ہم سفر جاری رکھیں گے تو تباہی و بربادی ہمارا مقدر ہو گی۔ کپتان ہمیں واپس چلنا چاہیے۔ ابھی سب

دوں گا۔ یاد کرو تم نے قسم کھائی تھی کے سفید ویل کے نظر آنے تک چین سے نہیں بیٹھو گے۔ کوئی آگ کوئی طوفان میرے ارادوں کو پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔

طوفان جاری رہا۔ ہم سمجھ چکے تھے کہ کپتان پاگل ہو چکا ہے۔ وہ کسی سے خوفزدہ نہیں وہ اپنے خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ اسٹاربک نے بندوق دیکھی اور سوچا کیا کپتان کو مار ڈالنا چاہیے یا اسے قید کر دینا چاہیے۔ اس طرح ہم واپس تو پہنچ جائیں گے مگر ایک پاگل آدمی کو ہم قید کس طرح کر سکتے ہیں۔

وہ سخت پریشان تھا۔

طوفان ختم تو ہو گیا مگر جہاز کو بھی تقریبا ختم کر چکا تھا۔ جہاز کی حالت بہت ہی خراب تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ پاگل ایلائیجا درست کہ رہا تھا کہ تباہی موت ہمارا مقدر ہے۔

دوبارہ سفر شروع کیا۔ ہمیں ایک بحری جہاز نظر آیا۔ بہت عرصے بعد کوئی دوسرا جہاز نظر آیا تھا۔ ہم سب بہت خوش تھے۔ ہمارے کپتان نے وہی ایک سوال دوسرے کپتان سے کیا۔ کیا تم نے موبی ڈک دیکھی ہے۔ دوسرا کپتان جہاز میں آگیا۔ اس نے افسوس زدہ چہرے سے بتایا ہاں وہ نظر آئی تھی دیکھی تھی۔ میرے ساتھی کشتی پر اسے شکار کرنے گئے مگر پھر ان کا کچھ پتا نہیں چلا۔ ان لوگوں میں میرا اپنا بیٹا بھی شامل ہے۔ میں اسے تلاش کر رہا ہوں۔ کپتان اے ہاب جتنے پیسے مانگو گے تمہیں دوں گا سب کچھ دے دوں گا بس میرے بیٹے کو تلاش کرنے میں میری مدد کرو۔ وہ یہاں کہیں قریب ہی ہے۔ میں اس کی آواز سنتا ہوں۔ اگر تم مشکل میں ہوتے تو

انسان نہیں وحشی درندہ ہے۔ انسانیت اس میں سے ختم ہو چکی ہے۔

سفر جاری رہا اور ایک روز کپتان کی جوش سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ دیکھو وہ ہے موبی ڈک جسکی تلاش تھی اور میں نے ہی سب سے پہلے اسے دیکھا۔ اب یہ سونے کا سکہ بھی میرا ہے۔ ہم نے حیرانی سے دیکھا واقعی بہت بڑی سفید ویل وہاں پر موجود تھی۔ جلدی سے کشتیاں اتاری گئیں۔ کپتان اے ہاب خود بھی کشتی پر بیٹھا اپنے قریبی ساتھیوں کے ساتھ۔

موبی ڈک جو سینکڑوں لوگوں کو ختم کر چکی تھی بہت عقلمند تھی۔ اسے احساس ہو چکا تھا کہ اس کے شکاری آ پہنچے ہیں۔

غوطہ لگایا اور سمندر میں غائب ہو گئی۔

کپتان سمندر کے اندر غور سے دیکھ رہا تھا۔ نیچے بہت نیچے ایک سفید دھبا نظر آیا۔ دھبا بڑا ہونا شروع ہوا۔ موبی ڈک سمندر کے اندر سے اوپر کی طرف آئی اور کپتان کی کشتی کو ٹکر مار کر ہوا میں اچھال دیا۔ کپتان اور اس کے ساتھی اب سمندر میں تھے۔ موبی ڈک آرام سے ان کے گرد تیرتی رہی۔ شاید کھیل رہی تھی۔ کپتان غصے میں گالیاں نکال رہا تھا۔ اس کی مصنوعی ٹانگ اسے بہت تکلیف دے رہی تھی۔ دوسری کشتیوں نے لوگوں کی جان بچائی۔ مگر کپتان نے اب بھی فیصلہ کیا کہ موبی ڈک کا شکار کیا جائے گا۔ دوسرے دن وہ دوبارہ نظر آئی۔ لڑائی شروع ہوئی مگر موبی ڈک کی ٹکروں سے کشتیاں تباہ ہوئیں۔ دوسری جنگ بھی موبی ڈک جیت چکی تھی۔ کپتان کی حالت خراب تھی مگر غصے میں کہہ رہا تھا جب تک زندگی ہے جنگ جاری رہے گی۔ تیسرے دن موبی ڈک پھر نظر آئی۔ ہم سب پریشان تھے ہمیں علم تھا موبی ڈک ہمارا بھی شکار کر سکتی ہے۔ لگتا تھا موبی ڈک ہمیں وارننگ دے رہی ہے۔ دور رہو چلے جاؤ۔ مگر ہم اس کے قریب جا رہے تھے۔

کپتان سے کہا گیا موبی ڈک کو چھوڑ دو۔ اس کو شکار کرنے کا خیال دل سے نکال دو۔ مگر کپتان غصے میں پاگل ہو چکا تھا۔ اپنے ساتھی کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر تیزی سے موبی ڈک کی جانب گیا اور پھر ہم نے ایک بہت خوفناک منظر دیکھا۔ اس کے ساتھی نے برچھا موبی

مکمل ٹیکسٹ پڑھنے کے لئے

مکمل آڈیو اور ٹیکسٹ

ممبرشپ کے بعد

03099888638 واٹس ایپ

https://wa.me/923099888638

0309-9888638

موبی ڈک

ہرمن میلول

سید عرفان علی

انکل ٹام کیبن

ہیریئٹ بیچر سٹو

سید عرفان علی